مودّت آل محمد ﷺ کا وجوب

سید رمیز الحسن موسوی *

srhm2000@yahoo.com

قرآن مجید میں اجر رسالت کے بارے میں چار قسم کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ ایک آیت میں رسالت پر اجر کی بالکل نفی ہوئی ہے۔ دوسری آیت میں صرف ان لوگوں سے اجر رسالت مانگا گیا ہے جو خدا کی راہ کو اپناتے ہیں۔ تیسری آیت میں ارشاد ہے: ''میں تم سے جو بھی اجر مانگتا ہوں وہ صرف اور صرف تمہارے فائدے کے لئے ہے۔'' اور چوتھی آیت (مودّت) میں فرمایا: ''میرے قریبیوں سے مودت ہی میری رسالت کا اجر ہے۔'' فریقین کی روایات کے مطابق آیہ مودت، اہل بیت پیغمبرؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب ہم ان سب آیات کو یکجا دیکھتے ہیں تو یہ مطلب سامنے آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے امت سے رسالت پر جو بھی اجر مانگا ہے، اُس کا فائدہ آپ (ص) کو نہیں، امت ہی کے لئے ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ چیز مسلمانوں کو قرب خدا کی منزلیں طے کرنے میں مدد دیتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم رسول اکرمؐ کے راستے کو آپ کے اہل بیتؑ کی مودّت کے ذریعے ہی جاری رکھ سکتے ہیں؛ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اُس کی ہر ادا کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اسی فطری عادت کے پیش نظر اپنے پسندیدہ افراد اور معصوم ہستیوں سے محبت کو ہم پر واجب قرار دیا ہے تاکہ ہم اُن کی سیرت و کردار کو اپنا کر قرب خدا کی منزلیں طے کر سکیں۔

آیہَ مودّت کے علاوہ بھی قرآن مجید میں ''القربیٰ'' کا کلمہ پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ اس کا معنی قریبی اور نزدیک کے رشتہ دار ہوا ہے۔ جب ایسا ہے تو بعض لوگوں کا یہ اصرار کہ آیہَ مودّت میں ''مودّت'' سے مراد ''تقرب الی اللہ'' ہے، بے جا اصرار ہے۔ نیز یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ اس آیت کے آخر ارشاد ہوا ہے: ''جو شخص نیک عمل بجالائے تو ہم اس کی نیکیوں میں اضافہ کریں گے؛ بے شک اللہ بخشنے والا اور شکر گزار ہے۔'' یقیناً اس سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں ہو سکتی کہ انسان ہمیشہ الٰہی رہبروں کے ساتھ مودّت و محبت کے ذریعے وابستہ رہے اور اُن کے کردار و رفتار کو اپناتا رہے۔ جہاں بھی شک و شبہ میں مبتلا ہو تو ان سے رہنمائی حاصل کرے اور ان کی سیرت و کردار کو اپنے لئے معیار عمل قرار دے اور ان کی ذات اس کے لئے اُسوہ و نمونہ عمل ٹھہرے۔

---

* ۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بھارہ کہو، اسلام آباد۔

اجر رسالت؛ چند نکات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر رسالت کے بارے میں قرآن مجید میں چار قسم کی آیات نازل ہوئی ہیں:

۱۔ " قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ " (1)

یعنی: " کہہ دے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی تم پر کوئی بوجھ ڈالتا ہوں۔ "

" وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ " (2)

یعنی: " دعوت رسالت کے بدلے ہم تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے، ہمارا اجر تو صرف پروردگار عالم کے پاس ہے۔ "

۲۔ " قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا " (3)

یعنی: " کہہ دے میں تبلیغ رسالت کے بدلے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر جو لوگ پروردگار کے راستے کو اختیار کریں۔ "

۳۔ " قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللهِ۔ " (4)

یعنی: " کہہ دے میں نے جو بھی اجر رسالت تم سے طلب کیا ہے وہ صرف تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے اور میرا اجر تو صرف خدا کی ذات پر ہے۔ "

۴۔ " قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللهَ غَفُورٌ شَكُورٌ " (5)

ترجمہ: " (اے رسولؐ) کہہ دو کہ میں اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت رکھو اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس میں نیکی زیادہ کریں گے یقینا اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ "

جب ہم ان سب آیات کو ایک ساتھ دیکھتے ہیں تو اجر رسالت کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے، ایک آیت میں تو اجر رسالت کی بالکل نفی کی گئی ہے (6) دوسری آیت میں فرمایا: میں اجر رسالت صرف ان لوگوں سے مانگتا ہوں جو خدا کی راہ کو اپناتے ہیں۔ (7) پھر فرمایا: میں تم سے جو بھی اجر مانگتا ہوں وہ صرف اور صرف تمہارے فائدے کے لئے ہے۔ (8) اور زیر بحث آیت میں فرمایا: میرے قریبیوں سے مودت ہی

میری رسالت کا اجر ہے (9) ان سب آیات کا مطلب یہ ہوا کہ میں تم سے جو بھی اجر مانگتا ہوں اس کا فائدہ مجھے نہیں، تم ہی لوگوں کے لئے ہے۔ اور یہ فائدہ یہ ہے کہ یہ چیز تمہیں قرب خدا کی منزلیں طے کرنے میں مدد دیتی ہے۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ اجر رسالت میں پیغمبر اکرمؐ نے جو کچھ بھی مانگا ہے اس کا فائدہ خود آپؐ کو نہیں ہو گا بلکہ اس سے ہم خود ہی بہرہ مند ہوں گے۔ آخری آیت میں پیغمبر اکرمؐ نے اجر رسالت کے طور پر اپنے اہل بیتؑ کی محبت اور مودّت کا تقاضا کیا ہے۔ یعنی اہل بیت اطہارؑ سے مودّت کا فائدہ ہمیں ہی ہو گا نہ خود پیغمبر اکرمؐ کی ذات مبارک ہو۔ یعنی رسول اکرمؐ کے راستے کو ہم رسول اللہؐ اور آپ کے اہل بیتؑ کی مودّت کے ذریعے ہی جاری رکھ سکتے ہیں چونکہ ان ذوات مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا نمونہ بنا کر بھیجا ہے جو ان کی عصمت کی دلیل ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اُس کی ہر ادا کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اسی فطری عادت کے پیش نظر اپنے پسندیدہ افراد اور معصوم ہستیوں سے محبت کو ہم واجب قرار دیا ہے تاکہ ہم اُن کی سیرت و کردار کو اپنا کر قرب خدا کی منزلیں طے کر سکیں۔

قرآن مجید میں ''القربیٰ'' کا کلمہ سولہ مقامات پر استعمال ہوا ہے جو ہر جگہ پر قریبیوں اور نزدیکیوں کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے باوجود معلوم نہیں بعض لوگ صرف اسی آیت میں ''قربیٰ'' کو ''تقرب الی اللہ'' کے معنیٰ میں استعمال کرنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں اور اس کے واضح اور ظاہری معنیٰ کو جو کہ قرآن مجید میں ہر جگہ استعمال ہوا ہے چھوڑ دیتے ہیں؟ پھر یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ اسی آیت کے آخر میں آیا ہے: جو شخص نیک عمل بجالائے تو ہم اس کی نیکیوں میں اضافہ کریں گے چونکہ خدا بخشنے والا اور شکر گزار ہے۔ (وَمَن يَقتَرِفُ حَسَنَةً نَّزِدلَهُ فِيهَا حَسناً اِنَّ اللهَ غَفورٌ شَكُور) اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے کہ انسان ہمیشہ الٰہی رہبروں کے ساتھ مودّت و محبت کے ذریعے وابستہ رہے اور اُن کے کردار و رفتار کو اپناتا رہے۔ جہاں بھی شک و شبہ میں مبتلا ہو تو ان سے رہنمائی حاصل کرے اور ان کی سیرت و کردار کو اپنے لئے معیار عمل قرار دے اور ان کی ذات اس کے لئے اُسوہ و نمونہ عمل ٹھرے۔

شان نزول کے بارے میں روایات

فریقین کی روایات کے مطابق آیہ مودت، اہل بیت پیغمبرؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شیعہ کتب کے علاوہ (10) اہل سنت کی جن کتابوں میں اس شان نزول کی تاکید میں جو روایات و احادیث نقل ہوئیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ قسطلانی ''المواهب اللّدُنيّة'' میں لکھتے ہیں:

'' أَلزَمَ الله مَوَدَّةَ قُرباهُ كافَّةَ بَرِيَّتِهِ وَ فَرَضَ مَحَبَّةَ جُملَةِ أَهل بَيتِهِ المُعَظَّم وَ ذُرِيَّتِهِ، فَقَال تَعالىٰ(قُل لاأَ سئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ وَمَن يَقتَرِفُ حَسَنَةً نَّزِد لَهُ فِيهٰا حَسناً اِنَّ الله غَفور شَكُور) '' (11)

یعنی: ''خداوند متعال نے پیغمبرؐ کے نزدیکی اقربا کی محبت سب پر واجب کر دی ہے اور حضرت رسولؐ کے اہل بیتؑ معظم اور آپؐ کی ذریت کے بارے میں خداوند نے فرمایا ہے '' کہو اے پیغمبرؐ میں انجام رسالت کے عوض آپ لوگوں سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اپنے اقرباء (اہل بیتؑ) کی محبت کے۔''

۲۔ ایک دوسری روایت کے جو طبری، حاکم حسکانی اور ابن عساکر نے چند طریقوں سے ابی امامہ باھلی سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے:

''اِنَ الله خلق الأنبيا من أشجار شتى و خلقت أنا و عليّ من شجرة واحدة، فأنَا أصلها و عليّ فرعها، و الحسن و الحسين ثمارها و أشياعنا أوراقها، فمن تعلّق بغصن من أغصانها نجا، و من زاغ هوىٰ و لو أنّ عبداً عبد الله بين الصفا و المروة ألف عام ثمّ ألف عام ثمّ ألف عام حتىٰ يصير كالشّنّ البالي ثم لم يدرك محبتنا أكبّه الله على منخريه في النار۔ ثمّ تلا {قُل لاأَ سئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ} '' (12)

یعنی: '' خداوند متعال نے انبیاءؑ کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے لیکن مجھے اور علیؑ کو ایک ہی درخت سے خلق فرمایا ہے۔ اور میں اس درخت کی اصل (جڑ) ہوں اور علیؑ اس کی شاخ ہیں۔ حسنؑ و حسینؑ اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ (پیروکار) اس کے پتے ہیں۔ پس جو بھی اس کی کسی شاخ سے متصل ہو جائے وہ نجات یافتہ ہے اور جو اس سے دور رہے وہ گمراہی میں جا پڑتا ہے۔ اگر کوئی بندہ خدا صفا و مروہ کے درمیان تین ہزار سال عبادت بجالائے، یہاں تک کہ قیمتی مشک کی مانند ہو جائے لیکن ہماری محبت کو نہ پا سکے تو خداوند اسے منہ کے بل آگ میں ڈالے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے آیہ مجیدہ {قُل لاأَسئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً۔۔۔۔ الخ} کی تلاوت فرمائی۔''

۳۔ زمخشری اور فخر رازی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل یہ روایت نقل کی ہے جسے ہم تفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب) فخر رازی سے نقل کرتے ہیں جس کو انھوں نے زمخشری کی تفسیر الکشاف سے نقل کیا ہے اور ساتھ ہی اس روایت کی شرح بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''المسألہ الثالثۃ'': نقل صاحب الکشاف عن النّبی ﷺ أنہ قال: من مات علی حب آل محمد مُات شَہیداً۔۔۔ ألا و مَن مات علیٰ بغض آل محمّدٍ لم یشم رائحۃ الجنۃ۔ ہذا ہو الذی رواہ صاحب الکشاف و أنا اقول: آل محمد ﷺ ہم الذین یؤول أمرہم الیہ فکل مَن کان أمرہم الیہ أشد و أکمل کانوا ہم الآل، و لا شك أن فاطمۃ و علیاً و الحسن و الحسین کان التعلق بینہم و بین رسول اللہ(ص) أشد التعلقات و۔۔۔ فمختلف فیہ۔''

یعنی: صاحب تفسیر الکشاف نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

'' جو بھی محبت آل محمدؐ پر مرتا ہے، وہ شہید کی موت مرتا ہے۔ جو بھی آل محمدؐ کی دوستی پر مرتا ہے، وہ مغفور مرتا ہے۔ جان لو! جو بھی آل محمدؐ کی محبت پر مرتا ہے، توبہ کے ساتھ مرتا ہے۔ آگاہ رہو کہ جو بھی آل محمدؐ کی مودت کے ساتھ مرتا ہے کامل ایمان والا مومن ہو کر مرتا ہے۔ جان لو! جو بھی آل محمدؐ کی محبت لے کر مرتا ہے، ملک الموت اور منکر و نکیر اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ جو بھی آل محمدؐ کی دوستی کے ساتھ دنیا سے جاتا ہے گویا وہ جنت کی طرف اس طرح جا رہا ہے جس طرح دلہن آرائش کے ساتھ شوہر کے گھر جاتی ہے۔ جان لو! جو بھی مودت آل محمدؐ کے ساتھ مرتا ہے، اس کے لیے قبر میں جنت کی طرف دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

جان لو! جو بھی مودت آل محمدؐ پر مرتا ہے خداوند اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔ آگاہ رہو! جو بھی محمد و آل محمدؐ کی محبت لے کر مرتا ہے وہ امت اسلام کی سنت کے مطابق مرتا ہے (یعنی شریعت اسلامیہ کی پیروی کرتے ہوئے مرتا ہے۔) خبردار! جو بھی بغض آل محمدؐ پر مرتا ہے، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا: '' رحمت خدا سے مایوس''۔ جان لو! جو بھی آل محمدؐ کی دشمنی اور عداوت لے کر مرتا ہے، وہ کافر ہوتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! جو بھی آل محمدؐ کی دشمنی کے ساتھ مرتا ہے، وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکتا۔

یہ تو وہ روایت ہے صاحب تفسیر الکشاف نے نقل کی ہے۔ لیکن آل کے بارے میں میرا [علامہ فخر رازی] نظریہ، یہ ہے کہ: "آل محمدؐ" وہ ہیں کہ جن کا سلسلۂ (نسب) آنحضرت (ص) کی طرف پلٹتا ہے اور جن کا سلسلۂ نسب آنحضرتؐ کے ساتھ محکم اور کامل تر ہو، وہی آل ہیں۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ فاطمہ و علی و حسن و حسین (علیہم السلام) کا ارتباط رسول خداؐ سے محکم ترین ارتباط تھا اور یہ بات متواتر روایات کے ذریعے روشن اور واضح ہے۔ پس حتمی طور پر یہی ہستیاں آل ہیں۔۔۔ رہا باقی لوگوں کا سوال کہ آیا وہ آل میں شامل ہیں یا نہیں تو یہ امر اختلافی ہے۔"

بعض کہتے ہیں "آل" سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں بعض کے نزدیک امت محمد (ص) آل ہے لیکن ہر دو معنی کے مطابق بھی یہی (فاطمہ، علی، حسن، حسینؑ) آل ہیں۔ پس تمام صورتوں میں یہی (ذوات مقدسہ) آل شمار ہوتی ہیں البتہ دوسروں کا "آل" کے معنی میں داخل ہونا اختلافی مسئلہ ہے۔ اس کے بعد فخر رازی، صاحب تفسیر الکشاف (علامہ زمخشری) سے آل کے بارے میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:

"أنه لّما نزلت هذه الآية قيل: يا رسول اللهﷺ! من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مؤدتهم؟ فقال: علّي، فاطمة و ابناهما، فثبت أن هؤلاءِ الأربعة أقارب النّبی(ص)۔ و اذا ثبت هذا وجب أن يكونوا مخصوصين بمزيد التعظيم ويدل عليه وجوه: الأول: ۔۔۔ كما نظم الفرات الفائض:

ان كان رفضاً حب آل محمد

فليشهد الثقلان أني رافضي۔ 9

یعنی: " جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض نے رسول خداؐ سے عرض کی: یا رسول اللہؐ یہ آپؐ کے عزیز و اقارب کون ہیں کہ جن کی مودّت و محبت ہم پر واجب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علیؑ فاطمہؑ اور ان کے دو فرزند علیہم السلام ۔ پس اس طرح ثابت ہو گیا کہ یہ چار (ذوات مقدسہ) رسول خداؐ کے اقارب ہیں جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے تو واجب ہے کہ ان مخصوص ہستیوں کی زیادہ سے زیادہ تعظیم کی جائے اور اس بات کی چند دلیلیں ہیں:

اول: خدا کا یہ فرمان " الا المودة في القربىٰ " اس سے استدلال پہلے گزر چکا ہے۔

دوم: اس میں کوئی شک و تردید نہیں ہے کہ رسول خداؐ جناب فاطمہؑ سے محبت کرتے تھے اور آپؐ نے فرمایا تھا: ’’فاطمہؑ میرے جسم کا حصہ ہے جو بھی اسے اذیت دیتا ہے گویا وہ مجھے اذیت دیتا ہے۔ متواتر روایات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول خداؐ حضرت علیؑ و حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرتے تھے۔ جب یہ بات ثابت ہے تو پوری امت پر واجب ہے کہ وہ رسول خداؐ کی مانند اِن سے محبت کرے۔ چونکہ خداوند کا فرمان ہے (اور تم اسی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔) اور پھر فرمایا (پس جو لوگ رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے) اور پھر فرمایا: (اے رسولؐ کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو پھر تم کو اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھے گا) اور اس کے بعد فرمایا (یقیناً تم لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ میں ایک اچھا نمونہ ہے۔)

سوم: آل محمدؐ کے لیے دعا ایک عظیم منصب ہے۔ اسی لیے آل (محمدؐ) پر دعا اور درود کو تشہد کا خاتمہ قرار دیا گیا ہے اور واجب ہے کہ کہا جائے: ’’اَللّٰھم صَلِّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ آل محمد و ارحم محمداً و آل محمدٍ‘‘ ایسی تعظیم دوسروں کے لیے کہیں بھی دکھائی نہیں دیتی سوائے آل کے۔ اور یہ سب باتیں اس چیز کی دلیل ہیں کہ آل محمدؐ سے محبت اور دوستی رکھنا واجب ہے۔ امام شافعی نے کہا ہے: ’’اے وادی محصّب کے سوار! منیٰ میں رک جا اور خیف کے ساکنین اور کوچ کرنے والوں کو ندا دے۔ سحر کے وقت حاجی منیٰ کی جانب اس طرح بہنے (چلنے) لگتے ہیں جس طرح فرات کا پانی بہتا ہے۔ کہہ دو، اگر آل محمدؐ کی محبت اور دوستی ’’رفض‘‘ (اہل جماعت سے دوری) ہے تو سب جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔‘‘

۴۔ اہل بیت کا آیۂ مودّت سے استدلال

حضرت امام حسنؑ نے اپنے والد بزرگوار کی شہادت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں ایک جگہ فرمایا:

’’و أنا مِن أهل البيت الّذى افْتَرَضَ الله مَوَدَّتَهُمْ علىٰ كُلِّ مُسلِمٍ فَقَال تبارك و تعالىٰ لِنَبِيِّهِ: ‘‘ قُل لاَّ أَسئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِى القُربىٰ وَمَن يَقتَرِفُ حَسَنَةً نَّزِد لَهُ فِيها حَسناً‘‘ فَاقْتَرافُ الْحَسَنَةِ مَوَدَّتُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ‘‘

یعنی: ’’میں اہل بیت کا فرد ہوں جس کی مودت اللہ نے تمام مسلمانوں پر واجب قرار دی ہے؛ پس خداوند تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے فرمایا: ’’قُل لاَّ أَسئَلُكُم عَلَيهِ ۔۔۔۔ الخ‘‘ (یعنی اے پیغمبر! کہو کہ میں انجام رسالت پر تم سے اجر نہیں چاہتا سوائے اپنے اہل بیتؑ کی مودت کے اور جو

کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کے لیے اس میں نیکی زیادہ کریں گے) اور "حسنہ" (نیکی) کمانے سے مراد ہم اہل بیتؑ کی مودت و محبت کو حاصل کرنا ہے۔"[10]

حضرت امام علی بن حسین (زین العابدین) علیہ السلام نے دمشق کے سفر کے دوران آیہ مودت سے استدلال کیا اور ایک شامی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"۔۔۔۔ أقرأت القُرآنَ؟ فقَال: نَعَم۔ قالَ: فَقَرَأتَ آلَ حمٓ؟ قال: قَرَأتُ القرآن وَلَمْ أقْرَأْ آلَ حمٓ؟! قَال: أما قَرَأتَ: "قُل لاأَسئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ" قَال: وَاِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ هُمْ؟ قَال: نَعَمْ"

یعنی: "کیا تم نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے عرض کیا: ہاں۔ حضرت نے فرمایا: آل حم کی تلاوت کی ہے؟ اس نے کہا: کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نے قرآن پڑھا ہو اور "آل حم" کی تلاوت نہ کی ہو۔ تب امامؑ نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت: "قُل لاأَسئَلُكُم عَلَيه ۔۔۔ الخ" نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کی: "آیا آپ ہی وہ خاندان ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں (ہم ہی اہل بیتؑ ہیں جن کی محبت واجب ہے)" [11]

"ابن حجر" اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

"فِيْنَا آلِ حمٓ آيَةٌ لايَحْفَظُ مَوَدَّتِنَا الّاَ كُلُّ مُؤمِنٍ، ثُمَّ قَرَأَ: " قُل لاأَسئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ" [12]

قرآن میں ایک آیت ہے کہ جو ہم "آل حمٓ" کی شان میں نازل ہوئی ہے اور وہ یہ کہ ہماری دوستی و مودت کی سوائے مومن کے اور کوئی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپؑ نے آیہ مجیدہ: "قُل لاأَسئَلُكُم عَلَيهِ أَجراً اِلاَّ المَوَدَّةَ فِي القُربىٰ" کی تلاوت فرمائی۔ محب الدین طبری "ذخائر العقبیٰ میں "مَلّاء" سے نقل کرتے ہیں:

"اِنَّ رَسُولَ اللهِ (ص) قَالَ: اِنَّ اللهَ جَعَلَ أَجْرِى عَلَيْكُمُ الْمَوَدَّةَ فِى أَهلِ بَيْتِى وَ اِنِّى سائِلُكُمْ غَداً عَنْهُمْ" [13]

یعنی: "رسول خداؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے میری رسالت کا اجر، میرے "اقرباء" کی مودت کو قرار دیا ہے اور میں قیامت کے دن تم سے اس مودّت کے بارے میں پوچھوں گا۔"

ان آیات اور روایات سے اہل بیت اطہار ÷ کی مودّت کا وجوب ثابت ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے مزید روایات کے لیے درج ذیل کتب کی جانب رجوع کیجئے کہ جن میں آیہ مودّت کو اہل بیتؑ اطہار کی شان میں نقل کیا گیا ہے:

۱۔ الفصول المھمہ	ابن صباغ مالکی ص۱۱
۲۔ کفایہ الطالب	محمد بن یوسف گنجی شافعی ص۳۱، باب ۱۱
۳۔ احقاق الحق، جلد ۳	قاضی نور اللہ تستری، ص ۲ الی ۲۳
۴۔ نور الابصار	شیخ مومن شبلنجی، ص ۲۲۴
۵۔ ینابیع المودۃ	شیخ سلیمان قندوزی حنفی، باب ۳۲، جلد ۱
۶۔ فضائل الصحابہ	احمد بن حنبل، ص ۲۱۸
۷۔ مناقب	ابن مغازلی، ص ۳۰۹
۸۔ معجم کبیر	طبرانی، جلد ۱۱، ص ۳۵۱، حدیث ۱۲۲۵۹

۹۔ تفسیر الدر المنثور، جلد ۶، ص ۷

۱۰۔ جامع البیان طبری، جلد ۲۵، ص ۱۶

حوالہ جات

۴۔ تفسیر الکشاف۔ (سورہ شوریٰ) جلد ۳، ص ۴۶۷۔ تفسیر الکبیر جلد ۲۷، ص ۴۳

۵۔ اعراف ۱۵۸

۶۔ نور ۶۳

۷۔ آل عمران، آیت ۳۱

۸۔ الاحزاب، آیت ۲۱

۹۔ تفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب) جلد ۲۷، ص ۱۳ (مجلّہ ۱۴)

۱۰۔ المستدرک علیٰ الصحیحین، جلد ۳، ص ۱۸۹، حدیث ۴۸۰۲

۱۱۔ تفسیر طبری جلد ۲۴، ص ۱۶۔ شرح المواھب اللدُنیّہ جلد ۷، ص ۲۰

۱۲۔ الصواعق المحرقہ، ص ۲۵۹ یا ۱۰۱

۱۳۔ ذخائر العقبیٰ، ص ۲۵، ۲۶۔ الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۶۔ ینابیع المودۃ جلد ۱، ص ۳۱۶، باب ۳۲

حوالہ جات

1۔ سورۂ ص/ ۸۶
2۔ سورۂ شعراء، ۱۰۹، ۱۲۷، ۱۴۵
3۔ سورۂ فرقان، ۵۷
4۔ سورۂ سبا، ۴۷
5۔ سورہ شوریٰ آیت ۲۳
6۔ ص، ۸۶
7۔ فرقان، ۵۷
8۔ سبا، ۴۷
9۔ شوریٰ، ۲۳
10۔ شیعہ کتب کے لیے دیکھیے تفسیر مجمع البیان جلد ۹، ص ۴۳۔ تفسیر نور الثقلین جلد۔ تفسیر المیزان جلد ۱۸، ص ۵۱
11۔ شرح المواهب اللدنیۃ ج ۳، ۲۱،۷
12۔ شواھد التنزیل جلد ۲، حدیث ۸۳۷۔ تاریک دمشق، جلد ۱ ترجمہ امیر المومنین علیؑ، ص ۱۴۸